ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-13

ماخذ تحقیقی مجلہ

OPEN ACCESS

CC BY NC

اظہار اللہ
ریسرچ اسکالر پی ایچ ڈی شعبہ اردو ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ ۔
ڈاکٹر مطاہر شاہ
اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ ۔

فہمیدہ ریاض کی شاعری میں تانیثی اور سماجی جبر کے مختلف مظاہر

Izhar ullah *
Research Scholar, Department of Urdu Hazara University Mansehra.
Dr. Mutahir Shah
Assistant Professor Department of Urdu Hazara University Mansehra.

***Corresponding Author:**

Various Manifestations of Feminine and Social Oppression in Fehmida Riaz's Poetry

Fahmida Riaz is a reliable reference in Urdu poetry. Her status among female poets is like the sun in the solar system. The main reference of her poetry is feminism and social oppression. The echo of revolution is also heard in her feminism poetry, and it is through feminism poetry that we can find out the separate existence of women and the political, social and religious problems faced by women. She did not resort to any external ideology in presenting feminism topics, but the statement of feminism issues and the presentation of social oppression topics are purely the result of her inner motivation. She raises a painful rebellion against all kinds of oppression against women, and at the same time she highlights social problems, and she also comes forward as a soldier of the vanguard against all kinds of oppression in society.

Key Words: *Fahmida Riaz, Urdu poetry, female poets, feminism poetry, separate existence, motivation, social problems, oppression, society.*

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-13
ماخذ تحقیقی مجلہ

فہمیدہ ریاض پاکستانی شاعرات میں نمایاں مقام پر نظر آتی ہیں۔ کسی بھی شاعر کے ہاں موضوعات کا انتخاب اور ان موضوعات کا ورتاوا اس کی فکری و ذہنی ساخت کا پتا دیتا ہے۔ فہمیدہ ریاض نے اس وقت شاعری کا آغاز کیا جب ابھی اردو شعر و ادب پر ترقی پسند تحریک کے بہت سارے اثرات موجود تھے لیکن اسی عہد میں روایت پسندی کی بھی ایک منظم روایت موجود تھی غزل بطور صنف کئی ترقی پسند شعرا کے شعری تجربے کا حصہ بنی ہوئی تھی فہمیدہ ریاض نے شعوری طور پر غزل کی صنف سے انحراف برتا اور نظم کو اپنے فکری ابلاغ کا ذریعہ بنایا۔ان کی نظم نگاری متنوع موضوعات کی حامل ہے۔فکری و فنی حوالے سے خاصا تنوع دیکھنے کو ملتا ہے شروع سے لے کے آخر تک ایک طرح کی فکری تازگی کا احساس ہوتا ہے پہلے پہل ہر روایتی شاعر کی طرح ان کے ہاں بھی رومانیت کی پرچھائیاں ملتی ہیں۔لیکن یہ سستی رومانیت نہ تھی اور نہ ہی اس میں صرف سستی جذباتیت تھی جو مخصوص عمر کے لوگوں کے لیے ہی کشش کا باعث بنتی ہے اور مخصوص جذبات و احساسات ہی کی ترجمانی کرتی ہے بلکہ ان کے ہاں رومانیت کا گہرا شعور پایا جاتا ہے۔

ایک ذہین شاعرہ ہونے کے ناطے جلد ہی انہوں نے اپنی منزل تلاش کر لی اور رومانیت کی دھند ہٹا کر جلد اپنے مزاج کے مطابق اپنی منزل کا سراغ لگا لیا بہت جلد وہ رومان سے حقیقت پسندی اور تانیثی و سماجی جبر کے خلاف مزاحمتی شاعری کرنے لگ گئیں ان کے ہاں شاعری میں مزاحمت کا تصور کسی بھی دوسرے شاعر سے پہلے آیا دنیا میں فیمنزم کے نام پر چلنے والی تحریکوں نے بہت بعد میں ذہین اذہان کو متاثر کیا جبکہ فہمیدہ ریاض ان تحریکوں سے پہلے ہی اپنی راہ متعین کر چکی تھیں ان کی شاعری میں تانیثی مزاحمت اور سماجی جبر کے خلاف مزاحمت کے سوتے ان کی طبیعت سے پھوٹے ہیں وہ کسی تحریک یا روایت کے زیر اثر نہیں آئیں۔

بنظر غائر دیکھا جائے تو مزاحمت کسی بھی طرح کی ناانصافی کے خلاف آواز بلند کرنے کا دوسرا نام ہے یا دوسرے لفظوں میں ہم کہ سکتے ہیں کہ مزاحمت کسی بھی طرح کی نا انصافی کے ذاتی تصور کے تحت حالات کے مخالف آواز لگانے،اپنے خیالات کا اظہار کرنے ماحول سے برعکس تصورات کو فروغ دینے یا سیاسی تصور اور حکومت وقت سے متصادم اقدامات اٹھانے کا نام ہے یعنی مقتدر قوتوں نے جو بیانیہ بنایا ہو اگر کسی ذہین آدمی کو لگے کہ یہ بیانیہ عام عوام کے بنیادی حقوق سے متصادم ہے تو وہ ذہین

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-13

آدمی اگر حکومتی بیانیے یا مقتدر قوتوں کے بیانیہ کے متبادل اپنا کوئی بیانیہ لائے تو یہ مزاحمت کہلائے گی۔ مزاحمت کی سادہ تعریف کے بعد ادب میں اس کا ورود دیکھنا ضروری ہے ادب میں وہ شعری و نثری فن پارہ جس میں ظالم معاشرے،معاشرتی رویوں اور آئین کے خلاف بغاوت کی گئی ہو وہ مزاحمتی فن پارہ کہلائے گا اردو کے معروف نقاد و محقق ڈاکٹر خواجہ زکریا نے مزاحمتی ادب کی تعریف یوں کی ہے:

> ”اگر مزاحمتی ادب سے مراد وہ ادب ہے جو معاشرے کو جبر،ناانصافی،ظلم،تشدد وغیرہ سے نجات دلانے کے لیے ظالم سے آمادہ جنگ کرتا ہے تو ہر لکھنے والے کی کوئی نہ کوئی تحریر اس ضمن میں شمار کی جاسکتی ہے۔“(۱)

درج بالا اقتباس کو غور سے دیکھا جائے تو مزاحمتی ادب کی اصل تعریف یہی بنتی ہے لفظ ،،اگر،،کا استعمال غیر ضروری ہوا ہے یہ مزاحمتی رویے پہلے انسان کے مزاج میں ظاہر ہوتے ہیں پھر ادب کا حصہ بنتے ہیں کبھی کبھار معاملہ اس کے برعکس بھی ہو جاتا ہے یعنی پہلے پہل یہ رویے ادب میں وارد ہوں پھر معاشرے یا انفرادی سطح پر انسان کے مزاج کا حصہ بن جائیں۔

فہمیدہ ریاض کی شاعری کا غالب موضوع تانیثی اور سماجی جبر کے خلاف مزاحمت ہے ان کی بہت ساری نظموں میں اس موضوع کو بہت صراحت اور فنکارانہ شعور کے ساتھ پیش کیا گیا ہے فہمیدہ ریاض نے عورت کو زندہ نامیہ کے طور پر پیش کیا ہے اور معاشرے کے ان افراد کی سوچ پر تنقید کی ہے جو عورت کو کمتر مخلوق سمجھتے ہیں یا عورت کو مساوی سلوک دینے سے کتراتے ہیں۔ذیل میں اس حوالے سے نظم دیکھیں ۔

گڑیا
چھوٹی سی ہے
اس لیے اچھی لگتی ہے
ہوا جیسے ہونٹ ہیں اس کے
اور رخساروں پر سرخی ہے
نیلی آنکھیں کھوئے بیٹھی تاک رہی ہے

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-13
ماخذ تحقیقی مجلہ

جب جی چاہے کھیلو اس سے
الماری میں بند کرو

یا
طاق پر رکھو اسے سجا کر
اس کے ننھے لبوں پہ کوئی پیاس نہیں ہے
نیلی آنکھوں کی حیرت سے مت گھبراؤ
اسے لٹا دو
پھر یہ جیسے سو جائے گی(۲)

درج بالا نظم میں معاشرے کی اس ذہنیت کو بیان کیا گیا ہے جس کی رو سے وہ دانستہ طور پر عورت کو بے زبان رکھنا چاہتا ہے مرد تغلب معاشرے کے تمام مردوں کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ عورت ان کے سامنے گونگی بن کر رہے صرف وہ ان کی ہاں میں ہاں ملانے والی ہو کسی قسم کا کوئی سوال نہ کرے نہ ہی جواب چاہے۔اس عورت کو مرد جس طرح چاہے استعمال کرے اور جب وہ اپنے حقوق کا تقاضا کرنے کی بابت سوچے بھی تو اس کی زبان بند کر کے اسے الگ تھلگ کر دیا جائے۔

اقلیما
جو ہابیل کی اور قابیل کی ماں جاتی ہے
ماں جائی!
مگر مختلف
مختلف بیچ میں رانوں کے
اور پستانوں کے ابھار میں
اور اپنے پیٹ کے اندر
اپنی کوکھ میں
ان سب کی قسمت کیوں ہے
اک فربہ بھیڑ کنے بچے کی قربانی

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-13
ماخذ تحقیقی مجلہ

وہ اپنے بدن کی قیدی
تپتی ہوئی دھوپ میں جلتے
ٹیلے پر کھڑی ہوئی ہے
پتھر پر نقش بنی ہے
اس نقش کو غور سے دیکھو
لمبی رانوں سے اوپر
ابھرے پستانوں سے اوپر
پیچیدہ کوکھ سے اوپر
اقلیما کا سر بھی ہے
اللہ کبھی اقلیما سے بھی کلام کرے
اور کچھ پوچھے![۳]

درج بالا نظم ایک تاریخی کردار کے گرد گھومتی ہے حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں ہابیل اور قابیل کا ذکر ہے ساتھ ساتھ ان کی بہن اقلیما کا بھی ذکر ہے ہابیل و قابیل سے مراد نسل آدم میں بیٹے اور اقلیما سے مراد نسل آدم کی بیٹیاں ہیں شاعرہ کہنا چاہتی ہے کہ آدم کے بیٹے یعنی مرد آدم کی بیٹیوں یعنی عورتوں کو کبھی ان کے جسمانی اعضا کی ساخت سے آگے بھی دیکھیں مردوں نے عورت کو محض تلذذ کا آلہ سمجھ لیا ہے جبکہ ایک عورت حساس دل اور ذہین دماغ کی مالکہ بھی ہوتی ہے اس کی ذہانت کو دریافت کرنے کا سامان بھی بہم پہنچایا جانا چاہیے۔

مقابلہ حسن
کولہوں میں بھنور جو ہیں تو کیا ہے
سر میں بھی جستجو کا جوہر
تھا پارہ دل بھی زیر پستاں
لیکن مرا مول ہے جو ان پر
گھبرا کے نہ یوں گریز پا ہو

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-13

پیائش میری ختم ہو جب
اپنا بھی کوئی عضو ناپو! (۴)

مقابلہ حسن تانیثیت جبر کے خلاف مزاحمت کی بھرپور عکاسی کرتی ہے شاعری نے ہر اس مردانہ رویے کی سخت مخالفت کی ہے جس میں عورت کو ایک،،شے،، کے طور پر دیکھا یا سمجھا جاتا ہے۔ درج بالا نظم مقابلہ حسن مرد حاکم معاشرے کی اس نفسیات پہ تلخ طنز ہے جس میں عورت کو جنسی اشتہا بڑھانے کی چیز سمجھا جاتا ہے شاعرہ نے بین السطور اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ عورت کے اعضا کی طرف بھی توجہ دی جائے جو مرد اور عورت میں مشترک ہیں نا کہ صرف انہی اعضا کی نمائش کے میلے منعقد کیے جائیں جو کہ عورت کے اختصاصی اعضا ہیں۔

فہمیدہ ریاض کی اس طرز کی نظمیں شاہکار کا درجہ رکھتی ہیں اس طرح کی نظموں میں لہجہ بظاہر نرم ہے لیکن مرد حاکم معاشرے کے خلاف تلخی بہت حد تک گھلی ہوئی ہے اس طرح کی نظموں کے حوالے سے عامر حسین لکھتے ہیں:

> ”اپنی کئی نظموں، مثلاً گڑیا یا مقابلہ حسن میں فہمیدہ ریاض اس کھیل کے خلاف آواز اٹھاتی ہیں جو عشق کے نام پر عورت سے کھیلا جاتا ہے۔ وہ جسمانی آرزو کو اشیائے صرف بنانے کا پردہ چاک کرتی رہیں جن میں عورت کی طرح گونگا اور بے جان بننے پر مجبور کرتی ہے کیونکہ مردوں نے ان کے لیے یہی پسندیدہ کردار متعین کیے۔ مردوں کا مطالبہ عورت سے بے جان جمال پیکر بن جانے کا ہے جو حقیقت میں ممکن نہیں ہوتا۔،،(۵)

وہ اک زن ناپاک ہے

وہ اک زن نا پاک ہے
بہتے لہو کی قید میں
گردش میں ماہ و سال کی
دیکی ہوس کی آگ میں
اپنی طلب کی چاہ میں
زائدہ ابلیس تھی

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-13

چل دی اسی کی راہ میں
اس منزل موہوم کو
جس کا نشاں پیدا نہیں
سنگھم وہ نور و نار کا
جس کا پتہ نہیں ملتا
ابلے لہو کے جوش سے
پستان اس کے پھٹ چکے
ہر نوک خار راہ سے
بند لحم سب کٹ چکے
اس کے بندن کی شرم پر
نقدیس کا سایہ نہیں (۶)

ایک عورت کی ہنسی

پتھریلے کوہسار کے گاتے چشموں میں
گونج رہی ہے اک عورت کی نرم ہنسی
دولت ،طاقت اور شہرت اب کچھ بھی نہیں
اس کے بدن میں چھپی ہے اس کی آزادی
دنیا کے معبدے کے نئے بت کچھ کر لیں
سن نہیں سکتے اس کی لذت کی سسکی
اس بازار میں گوہر مال بکاؤ ہے
کوئی خرید کے لائے ذرا تسکین اس کی
اک سرشاری جس سے وہ ہی واقف ہے
چاہے بھی تو اس کو بیچ نہیں سکتی (۷)

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-13

درج بالا دونوں نظمیں نسائی موضوعات کو بھرپور طریقے سے پیش کرتی ہیں ان دونوں نظموں کی بابت عامر حسین لکھتے ہیں کہ

"ان کی نظمیں" اک عورت کی ہنسی" اور وہ "اک زن ناپاک" ہے، نسائیت کا ایسا جشن ہیں جیسا ہمیں بعد کی فرانسیسی مصنفات ژولیا کرسٹاوا، ہیلن چکسوس اور لیوسے اری گاغے کی تحریروں میں مل سکتا ہے۔"(۸)

فہمیدہ ریاض نے بطور فنکار انسان کے مسائل سے متعلق ہر چیز کو بنظر غائر دیکھا ہے عورت کے جسمانی و فکری استحصال کے ساتھ ساتھ سماجی جبر کے دیگر رویوں پہ بھی کھل کر اور بے باکی کے ساتھ لکھا ہے۔ان ہے اس رویے پر بات کرتے ہوئے علی جاوید لکھتے ہیں کہ

"وہ پاکستان جیسے ملک میں رہتی ہیں جہاں ملٹری اور پولیس کا دبدبہ قائم ہے،انہوں نے ہر طرح کے استحصال کا شکار لوگوں کی آواز بھی مختلف فورم سے اٹھائی ۔"(۹)

پتھر کی زبان ۲
(بلوچستان پر فوج کشی)
پتھروں پر دمکتا اکیلا لہو
جھلملاتا لہو بہہ رہا ہے
میرے بیٹے یہاں دیدہ ور کون ہے
جو نظارہ کرے
دامن کوہ میں
کیسے چمکے ہیں یاقوت و مرجاں
ہم وطن تو کوئی سننے والا نہیں
پتھروں نے سنیں
کرب کی سسکیاں
آخری ہچکیاں

جسم پر پیرہن پارہ پارہ
گولیوں سے بدن پارہ پارہ
بے سہارا لہو بہہ رہا ہے
خون بیدار ہے جلد سوتا نہیں
سینہ سنگ میں جذب ہوتا نہیں
تازہ تازہ لہو بہہ رہا ہے
یہ لہو ختم ہو گا تو تھم جائے گا
آخرش سنگ ریزوں پہ جم جائے گا
ڈوبتا ہے پہاڑوں میں سورج
سنسنانے لگا ہے کہستاں
اور کچھ دیر میں رات آ جائے گی
رات چھا جائے گی
دوسری صبح سے صبح محشر...
صبح محشر کہ جب
قہرمانی کا اک پیکر آتشیں بن کے سورج زمیں سے نکل آئے گا
جو بھی ہے اس زمیں پر وہ جل جائے گا
جو لہو تھم گیا
سنگ پر جم گیا(۱۰)

جیسا کہ ہم نے پہلے ذکر کیا تھا کہ فہمیدہ ریاض کے ہاں ہر قسم کے استحصال کے خلاف مزاحمت اور بغاوت نظر آتی ہے تو درج بالا نظم اس امر کا واضح ثبوت ہے جب بلوچوں پہ فوج کشی کی گئی تو وہ بلوچستان چلی گئیں اور بلوچوں کے ساتھ ہمدردی کی

سول سرونٹ
اپنی اپنی زندگی یہ لوگ پوری کر چلے

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-13

اور کسی نے ان سے یہ پوچھا نہیں کیوں کر جیے
اپنی اپنی پالکی میں سیر گلشن کو گئے
اور واپس آ گئے
گھر بنائے تین چار
اور تصرف میں رکھی دفتر کی کار
اس عمل میں ہو گیا ٹھنڈا مزاج
اس پر اتنا کام کاج
سر پہ یہ کانٹوں کا تاج
تار و پود ہست و بود
سبز بھاجی کی طرح بنتا گیا سارا وجود
گھومتا ہے چند گز کے قطر میں کل راج پاٹ
افسری میں عمر بھر
مسکراتے مسکراتے ہو گئے چہرے سپاٹ (۱۱)

سول سرونٹ ہمارے معاشرے میں سفاکیت اور بے حسی کے رویوں کی وجہ سے جانے جاتے ہیں یہ ادارے در اصل عوام کی فلاح و بہبود اور ملکی ترقی کے ارتقا کے ضامن کے طور پر قائم کیے گئے تھے لیکن ان اداروں نے الٹ کام شروع کر دیا یہ عوام کی فلاح و بہبود پر کام کرنے کی بجائے الٹا عوام کا سماجی و معاشی استحصال کرنے پر تل گئے فہمیدہ ریاض نے سول سرونٹ کے ذریعے اس پورے نظام کو تنقید کی لپیٹ میں لیا ہے اور پورے نظام کا اصلی چہرہ دکھایاہے وہ چہرہ جو عوام کا استحصال کرنے کی غرض سے لال بھبوکا ہو کرسامنے آتا ہے۔

تو فہمیدہ ریاض نے ساری زندگی قلم کو مصلحت کی گرد سے آلودہ نہیں ہونے دیا بلکہ فہمیدہ کے متعین کردہ اصول و نظریات کی اقلیم میں مصلحت نامی کسی چیز کے داخلے کی اجازت نہ تھی ان کو یہ بخوبی علم تھا کہ ان کے اس مزاحمتی رویے کا انجام کیا ہو گا اپنی زندگی میں انہوں نے اپنے اصولوں اور نظریات کی بہت بڑی قیمت بھی چکائی چودہ سے زیادہ مقدمات بھگتے عدالتوں کچہریوں کے چکر بھی

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-13
ماخذ تحقیقی مجلہ

کاٹے جلاوطنی کا دور بھی دیکھا لیکن مصلحت شناس نہ بن سکیں یقیناً فہمیدہ ریاض اور ان کی قبیل کے دیگر ادبا کے بارے میں ہی ابرار احمد نے کہا ہے کہ

"ادب تخلیق کرنا بذات خود ایک مزاحمتی عمل ہے کیونکہ ادیب اپنے گردو پیش سے Conform نہیں کر پاتا اور اس کشمکش کی بنیاد پر وہ ادب تخلیق کرتا ہے۔(۱۲)

کوتوال بیٹھا ہے کوتوال بیٹھا ہے
کیابیان دیں اس کو
جان جیسے تڑپی ہے
کچھ عیاں نہ ہو پائے
وہ گزر گئی دل پر
جو بیاں نہ ہو پائے
لو بیان دیتے ہیں
لکھو کہ سب سچ ہے
سب درست الزامات
اپنا جرم ثابت ہے
جو کیا بہت کم تھا
صرف ندامت ہے(۱۳)

درج بالا نظم بھی سماجی جبر کے خلاف مزاحمت کا فکری رجحان رکھتی ہے۔ یہ نظم لہجے کا شکوہ اور بے باکی کے عناصر سموئے ہوئے ہے اس نظم میں ضیائی مارشل لا کے خلاف الم بغاوت بلند کیا گیا ہے شاعرہ مارشل لا میں ہونے والے جبر اور سختیوں کے خلاف ہے اس نظم کا انداز اور تیور بتاتے ہیں کہ وہ خم ٹھونک کر میدان میں اتر آئی ہے اور کسی بھی مصلحت کے تحت کسی آمر سے بھی ہاتھ ملانے کی گنجائش ختم کر چکی ہے وہ سمجھتی ہے کہ اس کے لوگ جبر کی چکی میں پس رہے ہیں عام عوام کو ان کے بنیادی حقوق سے محروم رکھ کر صرف مذہب کا چورن بیچا جا رہا ہے۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-13

مجموعی طور پہ ہم دیکھتے ہیں کہ فہمیدہ ریاض نے عام آدمی کی زندگی اور اس زندگی کے ساتھ وابستہ تلخی کو بہت قریب سے دیکھا اور بہت شدت سے محسوس کیا ہے نیز دکھوں ،تکلیفوں اور غموں کی اس شدت کو بیان بھی بہت بے ساختگی سے کیا ہے۔انکے ہاں تانیثی شعور عورت کے الگ وجود کے احساس سے پھوٹتا ہے وہ عورت کے الگ وجود پہ فخر کرتی ہیں وہ سمجھتی ہیں کہ عورت کو مرد سے الگ وجود اور الگ خدو خال ملے ہیں تو یہ فخر و مباہات کا موجب ہیں اور یقیناً عورت کا الگ وجود الگ شناخت اور الگ اہمیت کا حامل ہے۔

وہ یہ بھی جانتی ہیں کہ ہمارے معاشرے میں عورت کا وجود عورت کے لیے ایک بوجھ اور مرد کے لیے جنسی تلذذ کی ایک شے سے بڑھ کر کچھ بھی نہیں ہے یہی سبب ہے کہ انہوں نے عورت کے وجود اور عورت کی ذہانت کو قبول کرنے اور انہیں عزت بخشنے کی بات کی ہے اسی نکتے سے ان کی تانیثی مزاحمت کے سوتے پھوٹتے ہیں معاشرہ چونکہ عورت کے الگ وجود کو اہمیت دینے سے انکاری رہا ہے اور عورت کی ذہانت سے تو بالکل خائف رہا ہے جبکہ فہمیدہ ریاض عورت کا الگ وجود اور اس وجود سے وابستہ خیر کی طاقتوں کو منوانے پر تلی ہوئی ہیں یہی سبب ہے کہ وہ معاشرتی رویوں کے خلاف الم بغاوت بلند کرتی ہیں اس ضمن میں وہ ان مذہبی تشریحات کو بھی رگیدتی ہیں جو خود ساختہ مذہبی رہنماؤں نے اپنے پاس سے پھیلائی ہوئی ہیں تانیثی جبر کے بعد ان کا اگلا نشانہ سماجی جبر ہے کوئی بھی محروم طبقہ ان کی ہمدردی کا مستحق ہے وہ ہر طبقے کے لیےآواز بلند کرتی ہیں سماجی گھٹن اور سماجی جبر کے تمام مظاہر کے خلاف لکھنا اپنا فرض سمجھتی ہیں یہی سبب ہے کہ بلوچوں پر فوج کشی کے خلاف پاکستان کے نظام انصاف کے خلاف اور بیوروکریسی کی غلط پالیسیوں کے خلاف انہوں نے کھل کر لکھا ہے ان کے تانیثیت موضوعات روایتی موضوعات کی طرح نہیں ہیں بلکہ ان کے تمام موضوعات اور اسلوب ان کی ذاتی اختراع ہے۔

حوالہ جات

۱۔ڈاکٹر خواجہ محمد ذکریا،اردو نظم کے پچاس سال،مضمون،،مشمولہ پاکستان اردو ادب کے پچاس سال،مرتب،ڈاکٹر نوازش علی،راولپنڈی،۱۹۹۷ء،ص۸۳۔۸۴

۲۔فہمیدہ ریاض ،سب لعل و گہر، سنگ میل پبلی کیشن لاہور ۲۰۱۱ص ۵۸

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-13

۳۔ فہمیدہ ریاض سب لعل و گہر، ص ۱۳۰ تا۱۳۱

۴۔ایضاً، ص ۱۳۲

۵۔فہمیدہ ریاض کا فن از عامر حسین مشمولہ سب لعل و گہر ،ص ۱۶

۶۔ فہمیدہ ریاض ،سب لعل و گہر، ص ۱۳۴

۷۔ایضاً،ص۱۳۵

۸۔فہمیدہ ریاض کا فن از عامر حسین مشمولہ سب لعل و گہر، ص ۱۶

۹۔پروفیسر ڈاکٹر علی جاوید،فہمیدہ ریاض مظلوموں اور کمزوروں کی بلند اور توانا اواز،مشمولہ قومی آواز ، ۲۳نومبر ۲۰۱۸ء،ص ۱۲۳

۱۰۔ فہمیدہ ریاض،سب لعل وگوہر،ص ۱۸۶تا ۱۸۸

۱۱۔فہمیدہ ریاض،سب لعل وگوہر،ص ۴۱۳

۱۲۔ڈاکٹر رشید امجد،مزاحمتی ادب اردو،اکیڈمی ادبیات پاکستان،اسلام آباد،۱۹۹۵ء،ص۴۸

۱۳۔ فہمیدہ ریاض، سب لعل و گہر، ص ۳۴۲